جلسہ سالانہ کے میزبانوں اور مہمانوں کو قیمتی نصائح

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷؍ جون ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

انگلستان ایک ایسا ملک ہے جس میں کروڑ ہا زائرین سیر وسیاحت کی غرض سے ہر سال آتے ہیں۔ اب جب کے ایک لمبی صبر آزما سردیوں کے بعد بالآخر موسم گرما آن پہنچا ہے تو کثرت سے سیاحوں کے آنے کے دن بھی آگئے ہیں۔

مگر امسال ان سیاحوں میں کچھ ایسے سیاح آنے والے بھی ہیں جن کو انگلستان کے سبزہ زاروں اور یہاں کی تجارتوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کو سیر کی غرض دنیا کے ہر دوسرے سیر کرنے والے کی غرض سے مختلف ہوگی اور انگلستان کے بھاگ جاگ گئے ان کے آنے سے کیونکہ انگلستان جیسی سرزمین میں وہ محض لِلّٰہ، اللہ کی رضا کی خاطر اور اس کے ذکر بلند کرنے کی خاطر آرہے ہیں۔ یہ جلسہ یو۔ کے کے معزز مہمان ہیں جن میں ایسے بھی ہیں جن کو اتنا کبھی شوق بھی پیدا نہیں ہوا کہ اپنے گاؤں سے نکل کر قریب کے قصبے کی زیارت ہی کرلیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں جن کے پاس کراچی واقعہ ہے یا لاہور واقعہ ہے یا حیدر آباد سندھ واقعہ ہے یا پشاور ہے یا اسلام آباد ہے لیکن طبعاً ان کو ان شہروں میں کبھی کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ وہ ایک لمبی صعوبت والا سفر اختیار کرکے اور ایک ایسا سفر اختیار کر کے جس کی بظاہر ان کو استطاعت نہیں تھی۔ سارا سال انہوں نے یا خود پیسے جوڑے یا اپنے

باہر کام کرنے والے بچوں یا عزیزوں کو ایسے خط لکھے جن کے نتیجے میں ان کی بے قراری باہر بسنے والے عزیزوں کے دلوں کی بے قراری بن گئی اور انہوں نے اپنے پیٹ کاٹ کے اپنی ضرورتوں سے بچت کر کے ان کو ٹکٹ بھجوائے۔

یہ خدا کے مہمان جو کبھی اسی ذوق شوق سے بلکہ بہت زیادہ ذوق شوق سے بہت زیادہ تعداد میں کثرت سے دنیا کے کونے کونے سے ربوہ میں جایا کرتے تھے یا اس سے پہلے قادیان جایا کرتے تھے چونکہ احمدیت کا مرکز یعنی حقیقی مرکز خلافت احمدیہ ہے اس لئے باوجود اس کے کہ U.K کا یہ جلسہ مرکزی جلسہ نہیں ہوسکتا نہ وہ کہلاتا ہے پھر بھی خلیفہ وقت کی موجودگی کی وجہ سے یہ سب لوگ اس جلسہ میں بڑے ذوق وشوق کے ساتھ حاضر ہونے والے ہیں۔

اس لئے میرا فرض ہے کہ انگلستان کی جماعت کو جو پہلے ہی خدا کے فضل سے نہایت ہی مخلص اور دین کے کاموں میں خدمت میں پیش پیش ہے ان کو پھر بھی کچھ ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کروں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (الاعلیٰ: ۱۰) نصیحت کرنے سے تھکنا نہیں، نصیحت کرتے چلے جاؤ کیونکہ نصیحت ضرور فائدہ دیتی ہے۔ ذکریٰ کا مطلب ہے یاددہانی۔ پس وہ لوگ جو اچھی نیتیں بھی رکھتے ہوں بسا اوقات بعض کام کے پہلو، بعض ذمہ داریوں کے پہلوان کی نظر سے اوجھل رہ جاتے ہیں۔ اس لئے عربی میں جو نصیحت کے لئے لفظ استعمال ہوا ہے اور لفظوں کے علاوہ ان میں ایک ذکر ہے اور قرآن کریم میں زیادہ تر یہی لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس لئے یاددہانی کے طور پر قرآنی روح کے پیش نظر میں آپ کو جو UK میں بستے ہیں آپ کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کروں گا اور وہ لوگ جو باہر سے آنے والے مہمان ہیں ان کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کروں گا۔

سب سے پہلے تو گھروں کی پیشکش ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انگلستان میں جو طرزِ رہائش ہے جس قسم کے گھر یا جتنے جتنے حجم کے کمرے ہوتے ہیں ان میں اس کثرت سے تو مہمانوں کو نہیں بسایا جاسکتا جس طرح ربوہ یا قادیان کے مکانوں میں خواہ وہ غرباء کے مکان ہی کیوں نہ ہوں۔ وہاں چھوٹے سے چھوٹے غریبانہ مکان میں بھی عموماً برآمدے ہوتے ہیں اور وہ برآمدے کھلے کمروں کا کام دیتے ہیں اور بعض دفعہ ایسا دیکھا گیا ہے کہ ایک ایک برآمدے میں جو بظاہر چھوٹا سا گھر ہوتا

ہے اس کا برآمدہ تھا ساٹھ ساٹھ ستر ستر مہمان بھی جلسے کے دنوں میں رات بسر کیا کرتے تھے۔اس لئے ویسی سہولتیں اور گنجائشیں تو یہاں نہیں ہیں لیکن اکثر انگلستان میں بسنے والے احمدی قادیان یا ربوہ کے تربیت یافتہ ہیں یا ان کو ان روایات سے کچھ نہ کچھ واقفیت ضرور ہے۔اس لئے بیڈز اور بریک فاسٹ کے جھگڑوں میں نہ پڑیں اور اپنی پرانی عادتوں کی طرف لوٹ جائیں۔ اپنے بستر زمین پر بچھا دیں، سارا فرش سب کا بستر ہو جائے اور جتنے بھی کثرت سے آپ مہمانوں کو یہاں سما سکتے ہیں ان کو ضرور خوشی سے اپنے گھروں کی پیش کش کریں۔

گزشتہ سال کا میرا تجربہ ہے کہ انگلستان کی جماعت خدا کے فضل سے اس معاملے میں ہرگز پیچھے رہنے والی نہیں لیکن انگلستان کے خود باہر سے آنے والے اتنی تعداد میں ہوتے ہیں اور اس سال جو جلسے کی خبریں آرہی ہیں آنے والوں کی وہ تو غیر معمولی طور پر زیادہ ہیں۔اس لئے حتی المقدور سب کوشش کے باوجود بھی آپ ان ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکیں گے لیکن جہاں تک ممکن ہے سعادت سے حصہ لیں اور اپنے گھروں کو خدا کی راہ میں پیش کر دیں۔وہ مہمان جو آکر آپ کے آرام میں مخل ہوں گے، اپنے پیچھے ہمیشہ کے لئے بکثرت برکتیں بھی چھوڑ جائیں گے اور تھوڑے دنوں کی تنگی آپ کے لئے لمبے عرصے کے لئے وسعتوں میں تبدیل ہو جائے گی۔اس لئے اس خاطر نہیں کہ آپ اس تنگی کی خاطر وسعتیں حاصل کریں بلکہ اس تنگی کو سعادت جانتے ہوئے اگر آپ خدا کی خاطر اسے قبول فرمائیں گے تو وہ وسعتیں جو آنی ہی آنی ہیں اس کے عقب میں، وہ اور زیادہ شاندار وسعتیں بن کر آئیں گی خدا کی رضا اور پیار کو ساتھ لے کر آئیں گی اور ہمیشہ کے لئے اللہ کی برکتوں کا سایہ آپ کے سر پر رہے گا۔

دوسری اہم ضرورت کارکنوں کی ہے۔انگلستان کی جماعت خدمت کے سب مواقعوں میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہمیشہ پیش پیش رہتی ہے اور کبھی یہاں یہ شکایت پیدا نہیں ہوئی گزشتہ دو اڑھائی سال کے قیام کے دوران کہ خدمت کے مواقع تھے لیکن جماعت آگے نہیں آئی۔انصار کیا، خدام کیا، لجنہ کیا، حیرت انگیز اخلاص سے انہوں نے ہر آواز پر لبیک کہا ہے لیکن جلسے کی ضرورتیں بظاہر آپ کی طاقت سے زیادہ معلوم ہوتی ہیں اس وقت۔صرف جلسہ کے دوران کی خدمات کا سوال نہیں بلکہ جلسہ سے پہلے اسلام آباد کی تیاری کا بھی سوال ہے۔وہاں ایسے کام بھی ہمیں رضا کارانہ طور

پر لینے پڑیں گے جو بالعموم پیشہ ور مزدور کیا کرتے ہیں اور رضا کارانہ کاموں کی روایات سے کچھ آگے نکل جاتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ربوہ میں بھی جلسہ کے دنوں میں بعض دفعہ کارکنان مسلسل چوبیس گھنٹوں میں سے بیس بیس اکیس اکیس گھنٹے جاگ کر گزارتے ہیں، بہت محنت کرتے ہیں لیکن مزدوری کا کام پھر بھی ایک مزدور ہی کا کام ہے اور وہ زیادہ مشقت طلب ہوتا ہے۔

اسلام آباد میں جس طرح کے تعمیری کام درپیش ہیں مہمانوں کی آمد کے لئے تیاریاں شروع ہو چکی ہیں اور دقت محسوس ہو رہی ہے اس وقت ہاتھ سے کام کرنے والے نوجوانوں کی کیونکہ بعض فن کے ماہرین تو وہاں موجود ہیں لیکن ان کو مدد مہیا کرنے کے لئے جو، انگریزی میں کہتے ہیں Hands درکار ہیں، جتنے محنت کش چاہئیں، ان کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ جو طلباء اب چھٹیاں پانے والے ہیں سکولوں یا کالجوں میں اور مضبوط ہیں، محنت کر سکتے ہیں وہ حسب توفیق اگر ہفتہ یا دس دن وقف کریں تو اسلام آباد میں ہر وقت دس پندرہ نوجوانوں کا ایک دستہ رہ سکتا ہے جو اگر اتنی مشقت نہ بھی کر سکے جتنی ایک مزدور کرتا ہے، آپس میں ایک دوسرے کا بوجھ بانٹ کر وہ انشاء اللہ وقت کی ضرورت کو پورا کر سکیں گے۔ اسی طرح انصار میں سے ریٹائرڈ ہیں اور بڑی ہمت والے انصار ہیں یہاں کے۔ وہ بھی وقت دے سکتے ہیں۔ لجنات پہلے بھی وقت دے رہی ہیں آئندہ بھی انشاء اللہ دیں گی۔ ان کے لئے یہ تو ممکن نہیں کہ وہ ہفتہ دس دن کے لئے وہاں جا کر ٹھہر جائیں۔ لیکن ہفتہ اور اتوار کو خدا کے فضل سے بہت شوق و ذوق سے خدمتیں پیش کر رہی ہیں۔

علاوہ ازیں جلسے کے لئے اپنے شریف النفس دوستوں کو دعوت دینے کا کام ابھی سے شروع کر دیں اور جن کو بھی آپ نے دعوت دینی ہے ان کے متعلق نظام جماعت سے پتہ کر کے ضروری پاس یا جو بھی نشان ان کو ملنے ہیں وہ حاصل کر لیں ورنہ بسا اوقات بڑی الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔ دوست اپنے ذوق و شوق میں محبت کے نتیجے میں، تبلیغ کے شوق کے نتیجے میں، دوستوں کو دعوت دے دیتے ہیں اور پھر ان کو سنبھال نہیں سکتے۔ نتیجۃً جب وہ آتے ہیں تو رضا کار اس خیال کے پیش نظر کہ کہیں کوئی فتنہ پرداز نہ ہو، کوئی شرارت کی نیت سے نہ آیا ہو کیونکہ واقعۃً ان دنوں میں شرارت کی نیت سے آنے والے بھی آتے ہیں اور ان کو وہ روکتے ہیں ان کو پوچھتے ہیں تم کون ہو اور کس نے تمہیں بلایا تھا اور بعض دفعہ اس سے بہت برا اثر پڑتا ہے طبیعتوں پر۔ چنانچہ گزشتہ جلسہ کے بعد مجھے

بعض غیر احمدی دوستوں کے خط آئے کہ ہمیں فلاں شخص نے دعوت دی تھی ہم بڑے شوق سے آئے لیکن وہاں جس طرح سختی کے ساتھ ہماری جانچ پڑتال کی گئی، ہماری تلاشیاں لی گئیں، ہمیں ہر قسم کی بدظنیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ اس سے اتنی طبیعت میں کوفت پیدا ہوئی اور ہم بغیر جلسہ سننے کے واپس چلے گئے۔ میں نے تحقیق کی تو ایک دو آدمی ایسے تھے واقعۃً جن سے اچھا سلوک نہیں ہوا جس کا مجھے بہت افسوس ہوا۔ لیکن بالعموم کچھ کوفت ہوئی، کچھ اس کے بعد سمجھ گئے دونوں فریق۔ پھر ایک دوسرے سے صلح بھی ہو گئی۔ پھر بڑی محبت کے ماحول میں ان لوگوں نے جلسے بھی سنے۔ مگر یہ موقع نہیں پیدا ہونا چاہئے۔ اصولاً یہ بات غلط ہے کہ آپ کسی کو دعوت دے بیٹھیں اور انتظامیہ سے اس کے لئے جو مناسب سہولتیں ہیں وہ پہلے حاصل نہ کی ہوں اور ان کو بے یار و مددگار وہاں چھوڑ دیں اپنے حال پر۔ یہ آپ کے لئے بھی درست نہیں، اس مہمان کے لئے بھی درست نہیں اور نظام جماعت کے لئے دو طرح سے نقصان دہ ہے۔ ایک یہ کہ اگر کوئی مخلص دوست آتے ہیں تو بجائے اس کے کہ وہ سلسلہ کے اور قریب آئیں وہ ٹھوکر کھا کر بہت دور بھی جا سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر نرمی کرے جماعت تو پھر بعض فتنہ پردازوں کے لئے شرارت کے رستے کھل جاتے ہیں اور دونوں طرح سے نقصان کا موجب بنتی ہے بات۔ اس لئے اس بارے میں بھی نظام جماعت کو بھی چاہئے جو بھی جلسے کا نظام ہے انگلستان کی جماعت کے سب دوستوں کو خوب اچھی طرح مطلع کر دیں کہ طریق کار کیا ہوگا تا کہ بغیر کسی دقت کے، بغیر کسی خطرے یا نقصان کے ایسے مہمان ہمارے عزت اور شرف کے ساتھ بٹھائے جائیں۔ ان کے ساتھ محبت اور حسن کا سلوک ہو اور وہ دل برداشتہ ہونے کی بجائے گرویدہ ہو کر یہاں سے واپس جائیں۔

جلسے کے دنوں میں یہاں کچھ ایک اور قسم کے سیاح بھی آتے ہیں۔ وہ ایسے سیاح ہیں کہ ان کو بھی خاص سیر و سیاحت سے نہ کوئی شغف ہے نہ اس کا سلیقہ اور مذاق رکھتے ہیں اور وہ تعاقب کے نام پر یہاں آنے والے ہیں۔ جہاں جہاں جماعت احمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ ترقی کے رستے کھولتا ہے وہاں وہاں یہ دوسرے طبقے کے لوگ بھی کشاں کشاں ضرور پہنچتے ہیں۔ ایک رستوں کو بلانے والے ہیں ایک رستوں سے روکنے والے ہیں۔ یہ دونوں نظام کائنات کا ایک جزو ہیں اور مذہبی کائنات کا تو ایک لازمی جزو ہیں۔ جتنا آپ دعوت الی اللہ کو تیز کرتے چلے جائیں گے، جتنا آپ خدا

کے رستوں کی طرف بلائیں گے اتنا ہی شدت کے ساتھ ان رستوں سے روکنے والے بھی پیدا ضرور ہوں گے۔اس لئے قدرت کے حصے کے طور پر انہیں آپ کو قبول کرنا ہوگا۔لیکن یہ رستے سے روکتے وقت Foul بھی کھیلتے ہیں یعنی ایک تو رستے سے روکنا یہ ہے کہ آپ بلا رہے ہیں کہ ادھر آؤ خدا کی طرف اور یہ پاس بیٹھے آوازیں دے رہے ہیں بالکل نہیں جانا یہ خدا کا رستہ نہیں ہے یہ شیطان کا رستہ ہے، یہ فلاں رستہ ہے، یہ فلاں رستہ ہے۔آوازیں دیتے رہیں جتنا مرضی قافلے تو چلتے رہیں گے۔وہ تو رک نہیں سکتے لیکن بعض دفعہ پھر یہ بیچ میں روکیں ڈالتے ہیں۔بعض دفعہ پتھراؤ کی کوشش کرتے ہیں،بعض دفعہ رستہ چلنے والوں پر حملہ بھی کرتے ہیں اور کھلم کھلا یہ اعلان کرتے ہیں کہ جس طرح بھی ہماری پیش گئی جو بھی ہمارے بس میں ہوا ہم نے ہر طرح سے جماعت احمدیہ کو جانی مالی عزت کا ہر قسم کا نقصان ضرور پہنچانا ہے۔انہی کی وجہ سے دراصل بعض لوگوں سے اخلاق کے اعلیٰ تقاضے پورا کرنے میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔اگر یہ طبقہ نہ ہو دنیا میں تو جماعت احمدیہ کا جہاں تک تعلق ہے سو بسم اللہ ہزاروں لاکھوں کروڑوں جتنے آئیں شوق سے آئیں سرآنکھوں پر آئیں کوئی کسی سے کچھ نہ پوچھے۔ لیکن ان کے جلائے ستائے ہوئے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو یہ فیصلہ کر کے آتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو جماعت کے جلسے کو نقصان پہنچایا جائے اور وہ کئی قسم کے بھیس بدل کر آتے ہیں اور ابھی سے انہوں نے رابطے شروع کر دیئے ہیں۔چنانچہ ہماری اطلاعات کے مطابق بعض مساجد اس کام کے لئے وقف ہو چکی ہیں کہ وہاں نہایت ہی گندے اور جھوٹے الزامات لگا کے ناواقف لوگوں کو طیش دلائیں اور اتنا انگیخت کریں کہ وہ سر دھڑ کی بازی لگا بیٹھیں اور وہ سمجھیں کہ ایک آدمی کا قتل یا دس احمدیوں کو نقصان پہنچانا ان کے لئے ساری عمر کی نیکیوں سے زیادہ بہتر ہے۔

اب آپ کو علم ہی ہے کہ آج کل نیکیوں کا معیار کتنا گر چکا ہے۔عام طور پر جو آپ کو مسلمان کہلانے والے نظر آتے ہیں ان میں الا ماشاءاللہ مغرب کی ساری بدیاں جو یہاں بسنے والے ہیں ان میں داخل ہو چکی ہیں اور ہر قسم کے عیوب سے ان کی اسلامی صورت داغدار ہے۔اس کے باوجود بلکہ شاید اسی وجہ سے اسی احساس کے پیش نظر جب ان کو جنت کا آسان رستہ دکھایا جاتا ہے۔ان کو کہا جاتا ہے اگر تم ساری عمر بے شک شرابیں پیو، جو مرضی ہے کھاؤ، جس طرح مرضی زندگی بسر کرو کوئی فرق نہیں پڑتا اگر تم ایک احمدی کو مار دو گے تو نہ صرف یہ کہ سیدھا جنت میں جاؤ گے بلکہ بڑی بڑی بزرگ ہستیاں

تمہارے استقبال کے لئے آئی ہوں گی اور اگر پکڑے جاؤ گے تو ہم پیسہ لگائیں گے، تمہارے مقدمے لڑیں گے، تم فکر نہ کرو، ہم تمہاری پشت پر کھڑے ہیں۔ بعد میں پشت پر کھڑے رہیں یا نہ رہیں یہ الگ مسئلہ ہے۔ یعنی ایک دفعہ تو انگیخت کر کے لوگوں کو نہایت ہی غیر اسلامی حرکتوں پر آمادہ کر دیتے ہیں۔ تو اس لئے نظر رکھنے کی بھی ضرورت ہے، بیدار مغزی کی بھی ضرورت ہے اور یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو رسمی پہرے ہیں یہ کبھی بھی دنیا میں کامیاب نہیں ہوتے۔ ضروری ہوتے ہیں ایک رعب کی خاطر، ایک شرارت کو پرے رکھنے کی خاطر۔ اگر یہ رسمی پہرے نہ ہوں تو شرارت زیادہ بے دھڑک ہو کر قریب آجاتی ہے اور بالکل بے حیائی کے ساتھ پھر وہ حملہ کرتی ہے۔ تو یہ رسمی پہرے کا فائدہ تو ضرور ہے کہ شرارت کو Discourge کرتی ہے اور اس کی حوصلہ شکنی کرتی ہے لیکن اگر کوئی ہوشیاری کے ساتھ رسمی پہروں کو شکست دے کر اپنی بدنیت کو پورا کرنا چاہے تو President of United States کا بھی رسمی پہرہ ہو وہ بھی بے کار چلا جاتا ہے۔ پوپ کا پہرہ ہو اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ دنیا کی ریاستوں کے بڑے بڑے فرمانروا ہیں یا Democratic Head ہیں مختلف ملکوں کے فرماں روا ہیں ان سب کے پہرے Intelligent Planning کے نتیجے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

اس کے برعکس ایک ایسا پہرہ ہے جو سوائے جماعت احمدیہ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہے۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں تو بلا استثناء بڑی جرأت کے ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ یہ ایک خصوصیت ہے جو جماعت احمدیہ کے سوا ساری دنیا میں کسی جماعت کو نصیب نہیں کہ اس جماعت کا ہر فرد نگران بن جاتا ہے۔ اس جماعت کا ہر فرد ذمہ داری کے ساتھ خطرات کو بھانپتا بھی ہے ان کے دفاع کے لئے تیار بھی رہتا ہے اور اپنی ذمہ داری کی طرف جب اس کی توجہ دلائی جائے تو اس طرح سمجھتا ہے گویا سارے دفاع کی ساری ذمہ داری اس پر پڑی ہوئی ہے۔ بعض دفعہ جلسے کے ایام میں یا دیگر مشاورت وغیرہ کے مواقع پر یا خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں بڑے بڑے دلچسپ نظارے ایسے دیکھے ہیں کہ بوڑھے کمزور اور بعض دفعہ بچے یہاں تک کہ نیم فاطر العقل لوگ بھی کونوں میں کہیں کھڑے ہیں۔ کہیں رات کے وقت بھی نگرانی ہو رہی ہے، کوئی ان سے پوچھے کہ آپ کیا کر رہے ہیں یہاں؟ جی ہم دیکھ رہے ہیں کوئی شرارت نہ ہو، کوئی غلط آدمی نہ آجائے۔ بعض جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایسے

نو جوان بھی ہیں بیچارے دماغ کے لحاظ سے وہ معذور ہیں لیکن جلسے کے ایام میں مشاورت کے دنوں میں بعض دفعہ ساری ساری رات پھرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ساری ذمہ داری نظام جماعت کی حفاظت کی اور شرارت سے بچانے کی انہیں کے اوپر آپڑی ہے۔ایک دنیاداران کو دیکھتا ہے تو اس کو تو شاید اس پرندے کی مثال یاد آجاتی ہوگی جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ٹانگیں آسمان کی طرف کر کے سوتا ہے پنجابی میں ہم اسے ٹیٹری کہتے تھے پتہ نہیں یہاں اس کا کیا نام لیا جاتا ہے یا اردو میں کیا نام ہے لیکن ٹیٹری ایک پرندہ ہے۔ جو ہمیشہ ٹانگیں آسمان کی طرف کر کے سوتا ہے۔ کہتے ہیں کسی نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے تم آسمان کی طرف ٹانگیں کر کے کیوں سوتے ہو۔اس نے جواب دیا کہ مجھے خطرہ ہے آسمان گر کر دنیا کو تباہ نہ کر دے۔اس لئے اگر میرے سوتے ہوئے بھی گرا تو میں اپنی ٹانگوں پر لے لوں گا اس کو۔اب کیا وہ ٹیٹری اور کیا اس کی ٹانگیں اور کیا آسمان کا گرنا اور دنیا کو اس سے بچانا جانا لیکن ایسے ایسے بیچارے کمزور اور ناتوان احمدی بھی آپ کو نظر آئیں گے جو اسی ٹیٹری کی طرح ساری دنیا کا بوجھ اپنے دل پر لئے یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے حفاظت کرنی ہے۔اب دنیا کی نظر میں تو واقعی ان کی مثال ایک ٹیٹری کی سی ہوگی لیکن خدا کی نظر میں ان کا اور معاملہ ہوتا ہے، خدا کی نظر میں ان کے مراتب اور قسم کے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انہیں کے تقویٰ اور انہیں کی نیکیوں کی وجہ سے آسمان گرنے سے روکا جاتا ہے اور زمین والوں کی حفاظت کی جاتی ہے۔ نیکی اور تقویٰ کے معاملات دنیا کے معاملات سے بالکل مختلف ہیں۔ پس ان کی بیدار مغزی فائدہ پہنچائے یا نہ پہنچائے۔ان کا اخلاص، ان کی خلوص نیت، ان کی محبت، ان کی فدائیت، ان کا ہر دم، سب کچھ تن من دھن، خدا کی جماعت کے لئے قربان کر دینے کی نیت اور فیصلہ، یہ جب درگاہ الٰہی میں قبول ہو جاتے ہیں تو پھر ان کو بڑی عظمتیں عطا ہوتی ہیں اور ان کی یہ کوششیں بے کار اور رائیگاں نہیں جاتیں اور ان حفاظتوں میں جو زمینی کوششیں ہیں ان میں آسمان کی کوششیں داخل ہو جاتی ہے۔

پس کون کہہ سکتا ہے آج کہ میرے اس اعلان میں کوئی مبالغہ تھا یا ہو سکتا ہے کہ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے سوا دنیا کے پردے پر آپ کو اور کوئی جماعت نظر نہیں آئے گی۔ایک اور صرف ایک جماعت ہے جس کے افراد ایسی روح رکھتے ہیں، ایسے جذبے رکھتے ہیں۔پس آپ میں سے ہر ایک اسی طرح نگران ہو جائے حفاظت کا، اسی طرح بیدار مغزی سے جائزے لے۔اپنے دائیں اور بائیں

کا وہی نگران ہو اور وہی محافظ ہو تو اچانک یہ کمزور جماعت کا حفاظتی نظام حیرت انگیز حفاظتی نظام میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور کسی بادشاہ کو ایسا حفاظتی نظام نصیب نہیں ہو سکتا جیسا اس جماعت کو حفاظتی نظام نصیب ہو چکا ہے اور اگر وہ بیدار مغزی سے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں تو مزید صیقل ہو سکتا ہے۔

مقامی دوستوں کی ذمہ داریاں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ بھی ہیں اور بھی ہیں لیکن میرا گزشتہ سال کا تجربہ یہ ہے کہ اتنے شوق اور محبت سے پہلے ہی جماعت اپنی توفیق کی انتہائی حدوں تک ذمہ داریوں کو ادا کرتی ہے کہ مزید اور ذمہ داریاں گنوانے کی سر دست ضرورت نہیں سمجھتا۔ جو اہم چند باتیں تھیں وہ یاد دہانی کے طور پر میں نے پیش کر دیں۔

اب میں آنے والوں کی کچھ ذمہ داریاں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آنے والے مہمانوں میں سے بہت سے پچھلے سال بھی غفلت کا شکار ہوئے اس دفعہ بھی اسی طرح غفلت سے کام لے رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ انگلستان کی انتظامیہ نے کئی ماہ پہلے سے تمام دنیا کی جماعتوں کو لکھ کر مطلع کیا ہے کہ اپنی یہاں رہائش کے انتظام کے سلسلہ میں کتنے دن آپ نے قیام کرنا ہے۔ کہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہے، ہمیں اچھی طرح مطلع کریں اور اگر ہماری خدمات کی ضرورت ہے تو ہمیں پہلے بتائیں۔ لیکن سوائے ایک دو گنتی کے آدمیوں کے نہ جماعتوں کی طرف سے اجتماعی طور پر ان خطوں کا جواب دیا گیا نہ انفرادی طور پر اس قسم کا رابطہ قائم کیا گیا۔ یا تو امراء جماعت ان چٹھیوں کو پڑھ کر اپنے درازوں میں بند کر دیتے ہیں اور جماعت میں اعلان نہیں کرتے یا عادت ہے ہمارے اکثر دوستوں میں خصوصاً مشرق میں بسنے والوں کی کہ وہ کہتے کہ دیکھا جائے گا جو ہوگا ٹھیک ہوگا۔ موقع پر پہنچیں گے کہیں نہ کہیں تو جگہ مل جائے گی اور کہیں نہ کہیں جگہ ملنے کی توقع رکھ کر آنے والے پھر اتنی مصیبت میں پڑتے ہیں یہاں آ کے کہ بعض دفعہ چار چار، پانچ پانچ گھنٹے ائر پورٹ پر کھڑے ہیں کچھ سمجھ نہیں آتی جانا کہاں ہے اور اپنے قصور کو پھر میزبانوں کے سر پر تھوپتے ہیں۔

پچھلے سال ایک بڑے ذمہ دار دوست نے آپ اطلاع نہیں دی کسی کو بتایا نہیں میں کون ہوں کب آ رہا ہوں اور مجھ سے آ کر شکوہ کیا کہ جی میں کمزور آدمی ہوں امیر جماعت اور میں چار گھنٹے یا پانچ گھنٹے وہاں ائر پورٹ پر خراب ہوتا رہا ہوں کسی نے نہیں پوچھا۔ پتہ لگا کہ اچھا بھلا پوچھا تھا وہاں جو دوست گئے تھے انہوں نے پوچھا ان کو کہ آپ کون ہیں؟ ہمارے ساتھ چلیں لیکن چونکہ تعارف نہیں

تھا اس لئے غیر معمولی توجہ نہیں کر سکے۔ان کا سامان دیر سے نکلنا تھا اس لئے باقی جو Van نے جانا تھا، باقی لوگوں کو جلدی تھی ان کو چھوڑ کر چلے گئے کہ اگلی دفعہ آ کر لے جائیں گے۔ اگلی دفعہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر کہیں اور جا چکے تھے۔ تو اس طرح اتنا بڑا ائر پورٹ ہے، لاکھوں آدمی روزانہ آتے ہیں اس پر۔ کیسے ممکن ہے کہ بغیر اطلاع کے، بغیر واقفیت کے ہر آدمی کی طرف اس قسم کی ذاتی توجہ ہو سکے۔ تو پھر تکلیفیں بھی اٹھاتے ہیں اور ناواجب پھر مقامی جماعت کو کوستے بھی ہیں۔

اس لئے ابھی بھی دو تین ہفتے باقی ہیں یہ خطبہ تو بہت جلد پہنچ جائے گا جماعتوں تک ۔ میں اس خطبہ کے ذریعے متنبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے خطبہ سنتے ہی منتظمین نے آگے اطلاع نہ کی اور سننے والوں نے خود اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا اور لندن کی جماعت جس کے افسر جلسہ اس وقت ہدایت اللہ صاحب بنگوی ہیں ان کو یا امام صاحب لندن کو یا امیر صاحب لنڈن کو انہوں نے اپنی ضروریات، اپنے پروگرام سے مطلع نہ کیا تو پھر وہ خالصتاً اپنی تکلیف کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

جہاں تک انتظامات کا تعلق ہے سارے مہمانوں کو تو جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا انگلستان کی جماعت Accomodate کر ہی نہیں سکتی ،ان کو جگہ مہیا کر ہی نہیں سکتی یعنی ان کی توفیق میں نہیں ہے۔اور جہاں تک دوسری جگہوں کا تعلق ہے ان ہوٹلوں اور Bed and Break Fast جگہوں کا۔ان دنوں میں ایک ایسی تقریب ہونے والی ہے یہاں جلسے کے دنوں میں کہ جس کی وجہ سے اگر پہلے آنے والے مہمانوں نے اپنی جگہ کا انتظام نہ کیا تو ہوسکتا ہے ان کو باہر سڑکوں پر سونا پڑے پھر Royal Wedding ہورہی ہے یعنی شاہی خاندان میں ایک شادی ہورہی ہے ان دنوں میں اور دنیا کو ایک قسم کا Craze ہے ایک دیوانگی ہے اس بات کی کہ شاہی شادی دیکھیں اور ڈھول ڈھمکا یا روشنیاں جو یہاں جلیں گی اس کو دیکھنے کے لئے ہزار ہا میل سے لوگ سفر کر کے بڑی کثرت سے یہاں پہنچنے والے ہیں۔تو جہاں ایک طرف خدا کی خاطر آنے والوں کا ہجوم ہوگا وہاں اس سے بہت ہی زیادہ دنیا کے لئے آنے والوں کا ہجوم بھی تو ہوگا اور ان کی استطاعتیں آپ سے زیادہ ہیں۔ ان کے اموال، دولتیں آپ سے بہت زیادہ ہیں۔ وہ ہر قیمت پر زیادہ سے زیادہ رقمیں خرچ کر کے بھی اپنے لئے جگہ مہیا کر سکتے ہیں مگر احمدی جو چندے بھی دیتے ہیں عام طور پر درمیانی حالت کے لوگ ہیں، ان کو کہاں توفیق ہوگی کہ ان کا مقابلہ کر کے وہ زیادہ قیمت دے کر پھر رہائش کا انتظام کریں۔

اس لئے اس سال خصوصیت کے ساتھ آپ کو میں متنبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے پہلے مناسب انتظام نہ کیا یا مقامی جماعت کی خدمات سے جو بڑے خلوص سے وہ پیش کر رہی ہیں استفادہ نہ کیا تو پھر ہر قسم کی تکلیف کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو کر آئیں۔

ایک انتظام اجتماعی خیموں کا انتظام ہے وہ غالباً دو ہزار مہمانوں یا کم وبیش اس سے کچھ زیادہ یا کم کا انتظام اسلام آباد میں انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا۔اس کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں پوری طرح لیکن بہت سے آنے والے ایسے بھی ہیں جو ان دقتوں کے ساتھ شاید نہ ٹھہر سکیں خاص طور پر غیر ملکوں سے، پاکستان کے علاوہ جو ممالک ہیں ان سے آنے والے ان کو عادت نہیں ہوتی اس طرح بڑے مجمع میں بستر کے ساتھ بستر لگا ہوا جس میں مشکل سے کروٹ کی جگہ ملتی ہے کثرت کے ساتھ لوگوں کے اندر ٹھہر سکیں۔ان کی عورتیں الگ ہوں گی مرد الگ ہوں گے اور ان کا آپس میں ملنے جلنے کا انتظام کرنا، پیغام بھیجنا۔ان کا Hygine کا معیار یعنی صفائی کا معیار یہ ساری چیزیں کافی دقت طلب ہیں۔ جو لوگ خلوص اور محبت سے خدا کی خاطر آنے کے عادی ہیں یعنی ربوہ اور قادیان کے جلسوں میں وہ تو خوب برداشت کر لیتے ہیں آرام سے مگر یہاں بہت سے نئے آنے والے بھی ہونگے ان کو تجربے نہیں ہیں ان چیزوں کے۔اس لئے دوبارہ میں بتاتا ہوں کہ اگر اس انتظام میں بھی ٹھہرنا ہے تو پہلے یہ لکھنا چاہئے کہ ہم جماعت کے اجتماعی انتظام میں ٹھہرنے کی درخواست کر رہے ہیں ۔ورنہ یہ نہ ہو کہ یہ انتظام بھی اپنی حدِ استطاعت تک پہنچ جائے اور مزید وہاں ٹھہرانے کی گنجائش ہی کوئی نہ ہو اور آپ یہ خیال کر کے آجائیں کہ ہمیں وہاں جگہ مل جائے گی۔

اس ضمن میں ایک یہ بات بھی ضروری ہے بتانے والی کہ ربوہ اور قادیان کے جلسوں کی جو روایات تھیں ان روایات کو جہاں تک ممکن ہے پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ کوشش کی گئی ہے باوجود اس کے کہ یہاں اخراجات غیر معمولی طور پر زیادہ ہیں یعنی کم سے کم دس گنا زیادہ اخراجات ہیں مہمانوں پر آنے والے جو ربوہ کی اسی تعداد کے مہمانوں پر آسکتے تھے۔اس کے باوجود یہ کوشش کی گئی ہے کہ سہولتیں کم نہ ہوں کچھ زیادہ ہی ہوں مگر پھر بھی وہ واجبی سہولتیں ہیں۔ان سہولتوں میں سے ایک ایسی سہولت ہے جو جماعت مہیا نہیں کر سکی تھی یعنی ہر ایک آنے والے کو بستر مہیا کرنا۔ربوہ اور قادیان کے جلسوں میں تو سارے بستر خود لے کر آتے ہیں اور ان کے لئے دقت بھی کوئی

نہیں۔ یہاں وہ ہوائی جہازوں پر کہاں بستر اٹھا اٹھا کر ساتھ لئے پھریں گے بڑا مشکل ہے۔تو یہ مسئلہ درپیش تھا اس پر میں نے جماعت کو یہ ہدایت کی کہ اگر ہم ایک مناسب سائیز (Size) کا بستر خود خدام اور انصار اور لجنات کی مدد سے بنالیں تو کتنے میں بنتا ہے یہ پوچھا ان سے۔ چنانچہ غور و فکر کے بعد پتہ لگا کہ دس پاؤنڈ میں خدا کے فضل سے نہایت اچھا مناسب بستر مل جاتا ہے۔تو جو اتنا خرچ کر کے باہر سے آتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ چالیس پچاس پونڈ کرایہ دے کر اپنا بستر ساتھ اٹھا کر پھریں، وہ بھی مصیبت۔وہ یہاں آ کر دس پونڈ میں بستر خرید سکتے ہیں اور یہ بستر اس طرح کا ہوگا کہ آسانی سے واپس بھی لے جایا جا سکے گا اور ہلکا پھلکا ہوگا۔عموماً آنے والے یہاں کے خاص قسم کے لحاف جو دھل سکتے ہیں بار بار وہ خریدا ہی کرتے ہیں۔تو اسی قسم کا بستر بنایا جارہا ہے۔اس میں چادر اور تکیہ اور توشک اور لحاف یہ چار چیزیں ہیں غالباً۔ چادر کا مجھے یقین نہیں لیکن باقی چیزیں ہیں۔تو جو بھی دوست یہاں اجتماعی مہمان خانے میں ٹھہرنا چاہیں وہ یہ بات سمجھ کر آئیں کہ یہاں آ کر بحث نہ شروع کر دیں کہ جی مجھے بستر دو ورنہ میں شکایت کرتا ہوں۔ یہاں اگر 10 پونڈ دیں گے تو بستر ملے گا اور پھر وہ آپ کا ہو جائے گا۔ یہ اسلئے نہیں کہ آپ کو بستر بیچا جا رہا ہے بلکہ اس لئے رکھا جا رہا ہے کہ اگر آپ نہیں لا سکتے تو آپ کو بازار نہ جانا پڑے۔اس پس منظر میں اس کو سمجھیں اور یہ سمجھیں کہ آپ کو بستر تو بہر حال مہیا نہیں کئے جا سکتے جماعت کی طرف سے نہ روایات کے مطابق ہے۔ بستر خریدنے کی نہایت عمدہ سہولت وہاں مہیا کر دی جائے گی۔

صفائی کے متعلق یہاں کے رہنے والوں کو بھی اور باہر سے آنے والوں کو بھی بار بار نصیحت کی ضرورت ہے۔ ہم جس ملک میں آرہے ہیں اگر چہ گزشتہ بیس، پچیس سال کے مقابل پر اس کا اپنا صفائی کا معیار بہت گر چکا ہے۔ انفرادی رہن سہن کا بھی، طرز بود و باش کا بھی اور عام بازار میں چلتے پھرتے صفائی کی جو عادات ہوتی ہیں ان سب لحاظ سے اس ملک کا معیار بدقسمتی سے بہت گر چکا ہے۔ لیکن ابھی بھی پاکستانی یا ہندوستانی یا بنگلہ دیشی یا دیگر ممالک کے معیار سے بہت اونچا ہے اور یہ لوگ خود کوئی گندی حرکت کریں تو اس کو یہ لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر آنے والا مہمان جس کو یہ Coloured کہتے ہیں۔ جس کا رنگ ان کے رنگ کی نسبت ذرا سانولا ہو، اس کی تو چھوٹی سے چھوٹی غلطی کو بھی نظر انداز نہیں کرتے اور Tilford کا علاقہ Conservatives کا علاقہ ہے۔

وہاں قدامت پسند لوگ ہیں اور نسبتاً امیر لوگ ہیں اور باقی انگلستان کے شہروں کے مقابل پر Tilford کے اردگرد بسنے والی آبادی کا اپنا صفائی کا معیار کافی اونچا ہے اور میں نے ان کو دیکھا ہے وہ خود جب سیر کی پارٹیوں پر جائیں تو رستہ میں وہ کوک کے خالی ڈبے بھی پھینک دیتے ہیں، اس اچھے میعار کے باوجود اور سگریٹ کی ڈبیاں اور دوسری چیزیں کئی آپ کو نظر آئیں گی پھینکی ہوئی ۔ باہر کی نسبت کم لیکن پھر بھی نظر آتی ہیں لیکن لجنہ کی واک کے موقع پر ۔کسی نے ایک ڈبہ گرا ہوا دیکھ لیا تھا تو اس پر اعتراض شروع ہو گئے اور ایک صاحب نے اخباروں میں بھی خط لکھ دیا کہ یہ لوگ آتے ہیں گند پھیلا دیتے ہیں ہمارے علاقے میں ۔ حالانکہ وہ اس طرح رہ گیا تھا کہ میں نے فوری طور پر اس سیر کے بعد وہاں آدمی دوڑا کر، آدمی بھجوا کر سارے ڈبے اور سارے کاغذ کے ٹکڑے، لفافے، پلاسٹک کے تھیلے جو پھینکے گئے تھے سب اکٹھے کروا لئے تھے لیکن چونکہ رات جلدی آ گئی اس لئے ایک آدھ رہ گیا پیچھے اور اس کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا لیا گیا۔

اب جب کہ ہزار ہا آدمی کثرت سے آئیں گے اور نسبتاً ادنیٰ صفائی کے معیار کے ملکوں سے تعلق رکھنے والے آئیں گے تو خطرہ ہے کہ اگر وہاں انہوں نے صفائی کے معیار کا خیال نہ کیا تو علاقے کے لئے بہت سے اعتراضات کے نشانے چھوڑ جائیں گے۔آنے والے تو آکر چلے جائیں گے پیچھے مقامی لوگوں کے لئے مصیبت بنی رہے گی۔کوئی نہ کوئی مضمون اخبار میں آئے گا۔کوئی کونسل والا باتیں کرے گا کہ یہ لوگ گندے ہیں ہم کہا نہیں کرتے تھے کہ ایشیائیوں کو جگہ دے دی تو گند پھیلے گا۔تو ایشیائیوں کی غیرت کا سوال نہیں ہے احمدیوں کی غیرت کا سوال ہے۔اسلام کی غیرت کا سوال ہے ہم تو کسی ملک سے تعلق رکھنے کی حیثیت سے یہاں نہیں آئیں گے۔ جب افریقن آئے گا، جب امریکن آئے گا، جب نائیجیرئین آئے گا، جب انڈونیشین آئے گا، جب فیجین آئے گا، جب ماریشین آئے گا، پاکستانی یا بنگلہ دیشی آئے گا تو وہ سارے کسی ملک کی نمائندگی میں نہیں بلکہ احمدیت کی نمائندگی میں آئیں گے۔وہ سارے اسلام کی نمائندگی میں آئیں گے۔وہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے سفیر بن کر یہاں آئیں گے اور اسلام کا معیار صفائی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ساری دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ قوموں کے معیار صفائی سے اونچا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سیرت پر آپ غور کر کے دیکھیں ۔اس زمانے میں آج

سے چودہ سو برس پہلے جس طرح کی صفائی آپ نے اپنی رکھی اور جس طرح کی صفائی کی تعلیم دی، حیرت سے سر جھک جاتا ہے آپ کی عظمت کے سامنے حیران ہو جاتا ہے انسان کہ کتنا عظیم انسان تھا صرف صفائی کے نکتہ نگاہ سے ہی دیکھ لیں۔عرب کا جاہلیت کا چودہ سو سال پہلے کا زمانہ اتنی نفیس، اتنی نظیف تعلیم ہے اتنی باریکیوں میں اتر کر تعلیم دی گئی ہے۔

جو بظاہر اپنی تعلیم تہذیب پر نازاں ہیں وہ آج بھی اسلامی تعلیم کا مقابلہ نہیں کر سکتے صفائی کے معیار کے لحاظ سے۔کثرت سے ایسی چیزیں ہیں جو ان کو مغربی تہذیب نے نہیں عطا کیں اور اسلام سے لابلد ہیں اس لئے ان کو ملی نہیں۔کاغذ کی صفائی، پیشاب کر رہے ہیں اور اسی طرح کپڑے پہن لیتے ہیں، گند اور بدبو کا اجتماع ساتھ لئے پھرتے ہیں اور اس کو وہ صفائی سمجھتے ہیں۔اور منہ گورا چٹا کر لیا تو معیار صفائی کا پورا ہو گیا۔یہ اعتراض کی خاطر نہیں بتا رہا، موازنے کی خاطر بتا رہا ہوں۔ہر چند کہ ان کا عام معیار صفائی کا بہت بلند ہے لیکن جب اسلام کی تعلیم کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھتے ہیں تو ان میں بہت بڑے خلا دکھائی دیں گے۔

پس آپ کو اسلام کے نمائندے کے طور پر صفائی کا معیار ساتھ لے کر آنا ہے اور ان کو سکھا کر جانا ہے نہ کہ ان کے اعتراض کا نشانہ بن کر۔اس لئے جہاں اندرونی صفائی میں آپ کا پاکیزگی کا معیار بہت بلند ہے وہاں بیرونی صفائی میں اپنی خامیوں پر نظر رکھیں اور سنت سے جہاں جہاں احتراز کر کے آپ نقصان اٹھا بیٹھے ہیں وہاں سنت کی طرف واپس لوٹیں۔

حضرت محمد مصطفی ﷺ نے رستوں کے حق مقرر فرمائے اور رستوں کے حقوق میں سے ایک حق یہ تھا کہ کوئی چیز بھی جو کسی طرح بھی انسان کے لئے آزار کا موجب بن سکتی ہے اسے رستے سے دور کر دو اور اس تعلیم کو ایمانیات میں داخل فرمایا، اتنا بڑا مرتبہ دیا۔فرمایا ایمان کے ستر شعبے ہیں اور سب سے ادنیٰ شعبہ ایمان کا یہ ہے کہ رستوں کے حقوق ادا کرو اور کوئی ایسی چیز جو کسی رنگ میں بھی تکلیف کا موجب بنے اس کو دور کر دو۔(مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر:۵۱) اب یہاں جگہ جگہ انسانوں کی نہیں تو جانوروں کی غلاظتیں آپ کو ملیں گی رستوں میں اور کوئی ان کی پرواہ نہیں کرتا۔اگر اسلامی تعلیم کو ملحوظ رکھا جائے تو ہر وہ چیز جو نظر کو تکلیف دے، جو انسانی طبیعت کی نفاست کو تکلیف دے، جو اس کے پاؤں کو تکلیف دے یا ہاتھ کو تکلیف دے یا بدن کے کسی حصے کو تکلیف دے ہر اس تکلیف دہ

چیز کا دور کرنا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ایمان میں داخل فرما دیا۔اس سے زیادہ صفائی کی اور تعلیم کیا دی جاسکتی تھی یعنی زور کیسے دیا جا سکتا تھا، یہ میرا مطلب ہے تعلیم تو بڑی وسیع ہے، بڑی کثرت سے باریک حصوں تک اترتی ہے۔اس لئے اب منہ کی بات ہے۔ جہاں منہ سے بد بو چھوٹ رہی ہو ،کھایا ہے جو کچھ اس پر کلی کسی نے کی ہے یا نہیں کی، منہ کے اندر ٹکڑے خوراک کے گل سڑ رہے ہیں اور بو کے بھبا کے چھٹتے ہیں۔ شراب پی کر، تمبا کو نوشی کے ذریعے اور ذرائع سے اور چیزوں کے استعمال سے،کوئی پرواہ نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے اتنی تعلیم دی کہ دن میں پانچ مرتبہ وضو کے ذریعے منہ کی صفائی ضروری قرار دینا تو الگ رہا یہ بھی فرمایا کہ میں تو یہ توقع رکھتا ہوں کہ جس سے ممکن ہو پانچ دفعہ مسواک بھی کیا کرے۔ (بخاری کتاب الجمعہ حدیث نمبر: ۸۳۸) یعنی صرف کلی نہ کیا کرے۔ بلکہ مسواک کیا کرے اور پھر فرمایا کہ کوئی ایسی چیز کھا کر نہ آؤ مسجد میں یا پبلک جگہوں پر جس سے تمہارے منہ سے بد بو آتی ہو اور بدن پر بھی خوشبو لگا کر رکھو۔ (مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ حدیث نمبر: ۸۷۰) اب اندازہ کریں یہ چودہ سو سال پہلے کی تعلیم معلوم ہوتی ہے یا دو سو سال بعد آنے والے کی تعلیم معلوم ہوتی ہے۔

اس لئے اس تعلیم کے معیار کو سامنے رکھ کر آنے والے بھی اور مقامی دوست بھی صفائی کے تقاضوں کو اس رنگ میں پورا کریں کہ یہاں کے رہنے والے دیکھیں یقین جانیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے احسان سے بہتر قوم ہیں، ایک بہتر رہنما کے غلام ہیں اور ہر لحاظ سے خدا کے فضل آپ کو نمونہ بننا چاہئے نہ کہ گرا ہوا معیار پیش کرنا ہو۔

باہر سے آنے والوں کے لئے بھی حفاظت کے معاملے میں وہی تعلیم ہے جو میں پہلے مقامی دوستوں کو دے چکا ہوں اور رضا کارانہ خدمت کے لحاظ سے بھی باہر والوں کو بھی اپنے نام دینے چاہئیں۔عموماً قادیان اور ربوہ کے جلسوں میں باہر سے آنے والی جماعتوں کے دوست بھی شوق سے اپنے نام پیش کیا کرتے ہیں اور ان کو قبول بھی کر لیا جاتا ہے۔ یہاں کے رضا کاروں کی کمی بہت حد تک اس طرح پوری ہو جائے گا کہ دنیا کی باہر کی جماعتوں کے لوگ جو شوق اور جذبہ رکھتے ہیں وہ پہلے نام بھجوا دیں۔وقت پر آ کر اگر وہ نام دیں گے تو ضروری نہیں کہ پھر ان کی خواہش کو پورا کیا جا سکے

پہلے بھیجیں تا کہ انتظام میں ان کو مناسب جگہوں پر مقرر کر دیا جائے اور با قاعدہ نظام کا حصہ بن کر پھر وہ کام کریں۔اس سلسلہ میں جو پاکستان سے آنے والے دوست ہیں جو محنتی ہیں اور مزدوری کا کام بھی کر سکتے ہیں وہ اگر جلدی سے جلدی یہاں پہنچ سکیں تو بہتر ہے تا کہ دو ہفتے ، اڑہائی ہفتے دس دن جتنا بھی ان کو توفیق ملے اسلام آباد کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔اسی طرح روٹی لگانے والے بھی اور لنگر کا کام کرنے والے، محنت کرنے والے بھی جو اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں اور وقت سے پہلے ذرا جلسے سے پہلے تشریف لا سکتے ہوں تو بڑی یہ ان کی مقبول خدمت ہوگی۔

اپنی نقدی اور قیمتی سامان وغیرہ کی حفاظت کا خیال رکھیں۔انگلستان میں اب وہ معیار اخلاق نہیں رہا جو پہلے کسی زمانے میں ہوتا تھا۔چوریاں تو اس وقت بھی ہوتی تھیں لیکن اب تو حد سے بڑھ گئی ہیں اور رستہ چلتے اچکنے والے اچک لیتے ہیں چیزوں کو۔عورتیں ہوں یا مرد ہوں کوئی بھی محفوظ نہیں ہے اس لحاظ سے تو بہت ہی حفاظت سے اپنی چیزوں کو رکھیں۔خصوصاً کاغذات پاسپورٹس وغیرہ ان کی حفاظت کریں اپنے اندر کی جیبوں میں رکھیں یا اس طرح ہاتھ میں پکڑیں کہ کوئی اچانک جھپٹا مار کے چھین کے نہ لے جائے آپ سے۔یہاں پچھلی دفعہ اس قسم کا ایک واقعہ ہوا اس طرح ہمارے ایک بزرگ دوست جارہے تھے۔ایک کار رکی اس میں سے حملہ آوروں نے باہر نکل کر ایک دم حملہ کیا اور ان کے شور مچانے کی آواز آئی لیکن معاملہ نکل چکا تھا ہاتھ سے۔ان کا بیگ لے کر بھاگ گئے۔اس میں ان کے روپے، ان کا پاسپورٹ، ان کے سارے قیمتی کاغذات سب چیزیں شامل تھیں۔اور ایک چیز احمدیوں کو نصیب ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہے وہ ان کے کام آگئی اللہ کے فضل سے۔وہ سیدھا بجائے پولیس کے پاس جانے وہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری پہنچے اور دعا کے لئے کہا اور جماعت میں پہنچے اور کہا کہ میرے لئے اعلان کرا دو دعا کا۔اب یہ جو پولیس رپورٹنگ ہے یہ بھی ایک احمدی کی شان ہے اور دنیا میں کسی کو نصیب نہیں۔پہلا خیال ہی دل میں یہی آتا ہے کہ دعا کروانی چاہئے اللہ مدد کرے گا اور اس کے نتیجے میں ایک معجزہ بھی ایسا ہوا کہ دوسرے لوگوں کے نصیب میں دیکھا نہیں گیا ایسا معجزہ۔

دوسرے دن پولیس کا فون آیا کہ ایک بیگ ملا ہے۔ایک پاکستانی کا ہے۔اس میں پاسپورٹ بھی ہے اس میں یہ یہ چیزیں ہیں اور چونکہ وہ ایشین ہے پاکستانی ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں

آپ کی مسجد کو اس کا پتہ ہو گا وہ بتائیں، وہ ان کا نکلا۔ جب وہ لینے گئے تو اصل جو لطف کی بات ہے وہ یہ ہے ایک آنہ بھی اس میں سے نہیں نکالا گیا تھا۔ تمام کاغذات اسی طرح، ایک ایک پیسہ، ہر چیز اسی طرح تھی اور وہ لے جانے والے نے ایک ایشین کی دکان کے سامنے رکھ دیا اور آپ وہاں سے غائب ہو گیا۔ اس کے دل میں پتہ نہیں خدا نے کیا بات ڈالی ہے حالانکہ وہ بھاگ چکا تھا کوئی اس کے پکڑے جانے کی کوئی صورت نہیں تھی لیکن خدا کے فرشتوں نے اس کے دل کو کچھ ایسا قائل کر لیا کہ دوسرے دن مجھے ان کی طرف سے اطلاع ملی کہ ہر چیز اسی طرح مجھے خدا کے فضل سے مل گئی ہے۔ تو یہ واقعات بھی ہوتے ہیں لیکن چونکہ یہ ہوتے ہیں اس لئے آپ اپنی چیزیں گمانا شروع کر دیں۔ یہ تعلیم میں نہیں دے رہا چیزوں کی حفاظت آپ کا ذمہ ہے۔

آنحضرت ﷺ نے توکل کی ایک تعریف فرمائی ہے اس کو پیش نظر رکھیں اور کبھی کسی نے توکل کی ایسی تعریف نہیں فرمائی۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں توکل یہ نہیں ہے کہ اونٹ کو صحرا میں کھلا چھوڑ دو اور پھر توکل کرو کہ وہ نہیں گمے گا۔ توکل یہ ہے کہ اونٹ کا گھٹنا باندھ دو پھر بے شک چلے جاؤ اور پھر ہر وقت وہموں میں مبتلا نہ رہنا۔ پھر توکل کرو جو تم نے کرنا تھا کر لیا۔ (ترمذی کتاب صفۃ القیامہ حدیث نمبر: ۲۴۴۱) پھر خدا کی تقدیر نے جو کرنا ہے وہ تمہارے لئے کرے۔ اس کا نام توکل ہے۔ آپ اگر یہ توکل کریں گے جو اسلامی توکل ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعجازی نشان بھی دیکھیں گے۔ مگر جاہلانہ توکل اگر کریں گے جس کا اسلام سے تعلق نہیں ہے تو کوئی نشان آپ کو نہیں دکھایا جائے گا۔

بچوں کی حفاظت کا خیال رکھیں۔ ان کے گلوں میں تختیاں لٹکا دیں پتوں کی لکھ کر، انگریزی زبان میں اور یہ بھی خیال رکھیں کہ یہاں بچوں کا گم ہونا بہت ہی خطرناک ہے۔ پاکستان میں یا ہندوستان میں بھی بعض جرائم بچوں کے معاملے میں نظر آتے ہیں لیکن یہاں کوئی اخلاقی حد نہیں ہے اس معاملے میں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بعض دفعہ انتہائی بہیمانہ ظلموں کا نشانہ بنا کر، ہوس پرستیوں کا نشانہ بنا کر قتل کر کے پھینک دیا جاتا ہے اور یہ واقعات اتفاقی کبھی کبھی ہونے والے نہیں۔ آئے دن یہاں یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ شاذ ہی کوئی ہفتہ کوئی مہینہ ایسا گزرتا ہو کہ جبکہ اس قسم کے بھیانک واقعات سامنے نہ آتے ہوں۔ تو اپنے بچوں کی خاص طور پر حفاظت کا خیال کریں۔

تبلیغ کے جتنے مواقع میسر آئیں اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لٹریچر اگر وہاں سے مل سکتا ہے

انگریزی زبان میں، دوسری زبانوں میں تو ساتھ لے کر آئیں۔ اپنے حسن خلق سے اپنے آپ کو لوگوں کی نگاہوں کی دلچسپی کا مرکز بنادیں۔ نگاہیں پڑیں اور استفہام کے ساتھ پڑیں، کون ہیں یہ؟ مختلف ہے عام لوگوں سے، ان کی طرز، انکی ادا الگ ہے۔ لوگ خود آگے بڑھ کر آپ سے پوچھیں کہ تم کون ہو۔ تو پھر آپ کو توفیق ملے، موقع ملے کہ آپ نہایت حسین انداز میں اسلام اور احمدیت کا تعارف کرائیں۔

ایک اور بات یاد رکھیں قرآن فرماتا ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن:۶۱) کہ احسان کا بدلہ احسان سے دینا چاہئے۔ جب آپ یہاں تشریف لائیں گے تو مقامی جماعت للّٰہی جو آپ کی خدمت کرے گی اللہ کی خاطر اور شوق اور محبت سے اپنی سعادت جانتے ہوئے آپ کی میزبانی کرے گی اس کے ساتھ اگر آپ احسان کا معاملہ ویسے نہیں کر سکتے تو دعا تو کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ نہ کریں کہ آ کر ان پر بوجھ بن کر بیٹھ ہی رہیں، ان کی حیا کی آزمائش کرنے لگ جائیں۔ تنگی میں رہنے والے لوگ ہیں، عورتوں کو خود محنت کرنی پڑتی ہے، بعضوں کو کمانا بھی پڑتا ہے پھر گھر کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ بچوں کو سنبھالنا محنت طلب ہے اور اوپر سے پھر مہمان نوازیاں اور پھر مہمان ایسا کہ جو آ کر پھر جانے کا نام ہی نہ لے، بیٹھ ہی رہے اور شکریہ ادا کرتا رہے اور اس کے بعد جانے کی بات ہی نہ کرے کبھی۔ جلسے کی مہمانی زیادہ سے زیادہ دس دن کی ہے۔ عام مہمانی تو تین دن کی ہوتی ہے، ہم نے دس دن کی مقرر کر دی ہے۔ دس دن کے بعد سوائے اس کے کہ آپ کے رشتہ دار ایسے عزیز اور قریبی ہوں جو آپ کو روک رہے ہوں زبردستی آپ کا کوئی حق نہیں ہے وہاں رہنے کا۔ اس لئے یا واپس جائیں یا اپنا انتظام خود کریں۔ اگر آپ اس کے بغیر رہیں گے تو آپ زیادتی کرنے والے، ظلم کرنے والے ہونگے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ پر عمل کرنے والے نہیں ہوں گے۔

ایک اور بات کا خیال رکھیں کہ یہ بیماری بعض لوگوں میں پائی جاتی ہے کہ یہاں آتے ہیں مہمان بھی بنتے ہیں اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ جی اگر آپ ہمیں ہزار پاؤنڈ دے دیں تو ہم آپ کو واپس جا کر بھجوا دیں گے آپ فکر نہ کریں۔ یہ ضرورت پیش آ گئی ہے، وہ ضرورت پیش آ گئی ہے۔ اس کے بعد پھر نہ وہ چٹھیوں کا جواب دیتے ہیں نہ ان کا پتہ لگتا ہے کہ کہاں غائب ہو گئے اور پھر مجھے

چٹھیاں آئیں ہیں تو پتہ چلتا ہے۔ بڑا ہی ظلم ہے، بہت ہی اخلاق سے گری ہوئی بات ہے۔ یہاں کسی جماعت میں جا کر مہمان بنے اور پھر خدمت کرنے کی بجائے ان سے پیسے مانگ کر بھاگ آئیں وار پھر ان کو پیسوں کی ادائیگی کا خیال (..........................) کرے گا اور اس کا کردار اس کی ضمانت ایسی موجود ہے پھر بے شک ورنہ آپ اس کی مدد کریں اور اپنے ایمان پر زخم لگالیں یہ کونسا سودا ہے عقل کا۔ دونوں جگہ نقصان پہنچتا ہے۔ یہ تو بے ایمان بن ہی جاتے ہیں خدا کی نظر میں جو پیچھے رہ جانے والے ہیں بے چارے ان پر بڑا برا اثر پڑتا ہے کہ اچھے لوگ تھے، یہ کہاں سے آئے تھے، کس قسم کی مخلوق ہیں؟ احمدیت کے بھائی چارے کی خاطر، احمدیت کی محبت کے لئے ہم نے ان سے یہ یہ کچھ کیا اور بجائے اس کے ہم سے پیار اور محبت کا سلوک کر کے جاتے ہمیں مصیبت میں مبتلا کر گئے ہیں۔ بعض لوگوں نے قرض لے کر دیئے لوگوں سے، بنکوں سے اور جانے والا بھول گیا۔ تو مقامی دوستوں کو تو میں نصیحت کرتا ہوں ہرگز قرض مانگنے والوں کی طرف توجہ ہی نہ دیں اس معاملے میں۔ اگر کوئی خطرناک ضرورت ہے تو اس سے کہیں نظام جماعت کی طرف رجوع کرو۔ اگر تمہاری ضمانت کوئی ایسی ہے جس پر نظام جماعت کو تسلی ہو اور وہ سفارش کرے تو پھر ہم دینے کے لئے تیار ہیں ورنہ ہم ہرگز نہیں دیں گے۔ اپنے طور پر اگر آپ کو شرم آتی ہے تو میرے اس کہنے کے بعد مجھ پر ذمہ داری ڈالیں آپ کہیں کہ ہمیں ہدایت یہی ہے کہ کوئی قرضہ نہیں دیا جائے گا جب تک کے نظام جماعت سے تسلی نہ کر لی جائے۔ پھر آپ دیکھیں کس طرح ان کی حوصلہ شکنی ہوگی اس غلط رجحان کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

آخری بات جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے وہ دعا ہے۔ اول اور آخر دعا کو اپنا سہارا، اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں، آفات سے بچنے کے لئے اپنی ڈھال بنائیں، دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے اس کو اپنا ذریعہ بنالیں اور آپس میں محبتوں کے تعلق بڑھانے کے لئے، مشکلات میں آسانیاں حاصل کرنے کی خاطر، ان ذمہ داریوں کو عمدگی کے ساتھ ادا کرنے کے لئے توفیق پانے کی خاطر دعا کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ یہ اتنی ٹھوس حقیقت ہے کہ اس سے زیادہ ٹھوس حقیقت سوچی نہیں جا سکتی کہ خدا اور بندے کے تعلق کے لئے دعا سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ مانگنے والا ہاتھ آپ کا ہو اور عطا کرنے والا ہاتھ خدا کا ہو۔ یہ وہ تعلق ہے جو سب سے زیادہ پیارا اور دائمی تعلق ہے جو آقا اور غلام کے درمیان قائم ہوتا ہے تو پھر کبھی ٹوٹتا نہیں خدا کے فضل کے ساتھ اور بڑھتا رہتا ہے اور اس

میں لذتیں بہت ہیں اور یہ انانیت اور تکبر سے بچانے والا ایک ذریعہ ہے۔ آپ کی کوششوں کو جتنے پھل لگیں گے۔ اگر آپ دعا نہیں کریں گے تو آپ کے اندر تکبر کا کیڑا پیدا ہوگا، آپ یہ سمجھیں گے کہ ہماری چالاکی سے یوں ہوا، ہماری کوشش سے یوں ہوا، ہماری محنت سے یوں ہوا اور اگر آپ کو دعا کی عادت ہوگی تو آپ تدبیر کو خواہ انتہا تک بھی پہنچا دیں، جب بھی آپ کی کوشش کو پھل لگے گا آپ کو اپنے اللہ کا پیارا ہاتھ اس میں کام کرتا دکھائی دے گا۔ آپ کو یقین ہوگا کہ یہ محض خدا کا فضل تھا یہ اسی کی عطا تھی اور پھر اس کے نتیجے اتنے ٹھوس اور واضح نکلتے ہیں کہ دعا کرنے والوں اور دعا نہ کرنے والوں کی کوششوں کے نتائج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی دعا کرنے والے جب دعا بھولتے ہیں تو خدا ان کو یاد دلاتا ہے اس طرح کہ اچانک ان کے کام سے برکت اٹھتی ہے اور پھر وہ شرمندگی سے استغفار کرتے ہوئے دعا کی طرف مائل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے لگ جاتے ہیں۔ تو یہ جو تعلق ہے خدا کے حضور فقیر رہنے کا تعلق ہمیشہ فقیر بنے رہنے کا تعلق۔ جتنی ذمہ داریاں زیادہ بڑھیں اتنا ہی آپ کی فقیری میں بھی زیادہ عجز اور زیادہ انکسار پیدا ہو جانا چاہئے اور زیادہ اپنے رب کی احتیاج دل میں پیدا ہونی چاہئے۔

اس لئے دعا کریں اپنے لئے بھی، آنے والوں کے لئے بھی، سارے ماحول کے لئے، اس ملک کے باشندوں کے لئے، جلسے کی عمومی برکتوں کے لئے، دشمن کی شرارتوں سے بچنے کے لئے، اپنے گھر بار کے لئے، اپنی ذاتی ضروریات کے لئے، جلسہ کی برکتوں کے ساتھ کہ جلسہ کے خاص ایام میں آپ کے ذاتی کاروبار میں آپ کی خوشیوں میں برکتیں پڑیں۔ یہ بہت ہی اچھا موقع ہے اللہ تعالیٰ سے رحمتیں لوٹنے کا اور جب آپ دعاؤں سے کام لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ سارے ٹیڑھے کام بھی آپ کے سیدھے ہوتے چلے جائیں گے اور سب مشکلات سے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے گا۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

ابھی نماز جمعہ کے معاً بعد دوست جلدی سنتوں سے فارغ ہو کر باہر جا کر ایک جنازے کیلئے صف بندی کر لیں۔ یہ جنازہ مکرمہ محترمہ آپا آمنہ کرامت اللہ کا ہے۔ چوہدری کرامت اللہ صاحب بابو اکبر علی صاحب کے صاحبزادے، کرنل عطاء اللہ صاحب مرحوم کے بھائی، یہ خود بھی فوت ہو چکے

ہیں۔ان کی بیگم آپا آمنہ کرامت اللہ یہاں اپنی بیٹی کے پاس تشریف لائی ہوئی تھیں۔ چند دن پہلے مجھے ملنے آئیں تھیں۔ ویسے دل کی تکلیف تو تھی مگر بڑی اچھی صحت تھی دیکھنے میں بظاہر، پہلے کی نسبت بہتر تھیں اور بڑا خوشی کے ماحول میں ہنس ہنس کر باتیں کر کے گئیں۔ اچانک چند دن بعد اطلاع ملی کہ آپ کا ہارٹ فیل ہو گیا ہے۔ بہت ہی مخلص، فدائی پیار کرنے والی، سلسلہ کے کاموں میں پیش پیش۔ لجنہ اماء اللہ کراچی میں بڑی محبت سے، بڑے استقلال سے انہوں نے خدمت کی ہے۔ خاص طور پر یہ دعاؤں کی محتاج ہیں۔ان کا خاندان بھی دعاؤں کا محتاج ہے کیونکہ اولاد اکثر دنیا میں پھیل گئی ہے اور پھیلنے کی برکتیں بھی ہوتی ہیں اور پھیلنے کے خطرات بھی ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ انسان اپنی غالب تحریک کو لے جا کر معاشرے کو بڑی برکتیں بخشتا ہے اور بعض دفعہ کسی دوسری تحریک سے متاثر ہو کر ان کی بے برکتیاں حاصل کر لیتا ہے۔ تو مخلص خاندانوں کے افراد کے جب جنازے پڑھے جائیں تو اس میں چونکہ نماز جنازہ میں آنحضرت ﷺ نے پیچھے رہنے والوں کے لئے دعا سکھائی ہے اس لئے یاد رکھا کریں۔ پیچھے رہنے والوں کے لئے بھی صرف جانے والوں کے لئے نہیں۔ **لا تحرم علینا اجرہ، اجرھا یا اجرھم** کی دعا اسی لئے بتائی گئی ہے کہ ہمیں ان کے اجر سے، ان سے جدا ہونے کے بعد محروم نہ رکھنا۔ان کی نیکیاں، ان کی دعاؤں کی برکتیں جو زندگی میں ملا کرتی تھیں، تھا تو ان کا اجر لیکن عطا ہمیں بھی ہوتا تھا اب ان کے بعد ہمیں اس سے محروم نہ رکھنا اور اسی طرح حفاظت اور رحم کا سلوک رکھنا جس طرح ان کی زندگی میں ان کی دعاؤں اور نیکیوں کی برکت سے رکھتا تھا۔ تو اس دعا میں ان کے بچوں کو بھی اور دوسرے جو جنازے پڑھائے جائیں گے ان کے اہل وعیال کو بھی یاد رکھیں اور اس میں باقی سب چھ جنازے دوسرے ہیں، یہ غائب جنازے ہیں۔ اس حاضر جنازے کے ساتھ شامل کر لئے جائیں۔

مکرم میاں محمد یوسف صاحب والد ماجد بشیر احمد صاحب صدر جماعت ہائیڈل برگ یہ یہاں پر بھی تشریف لائے تھے پیچھے اور وہاں اپنے بیٹے کے پاس آئے ہوئے تھے۔ اچانک بہت زیادہ طبیعت خراب ہو گئی اور بیماری سے جانبر نہ ہو سکے۔ امتہ الحئی صاحبہ اہلیہ مکرم حافظ محمد عمر صاحب آف ڈیرہ غازی خان۔ان کے متعلق بھی امیر جماعت نے بہت سفارشی خط لکھا ہے کہ بہت نیک خاتون اور فدائی تھیں سلسلہ کی اسی طرح باقی سب بھی جو آنے والے ہیں سبھی کسی نہ کسی رنگ میں

خاص اخلاص کا نمونہ رکھنے والے تھے، سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں ۔ والدہ صاحبہ مکرم منظور احمد صاحب آف کھاریاں اہلیہ صاحبہ مکرم بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ واقف زندگی ریٹائیرمنٹ کے بعد میں، دفتر وصیت میں کام کرتے ہیں ۔یعنی ان کی اہلیہ صاحبہ کی وفات ہوگئی ہے۔وہ بھی بڑی غیر معمولی طور پر فدائی عورت تھیں ۔مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ حافظ عبدالسلام صاحب آف کراچی ۔ حافظ عبدالسلام صاحب کو بھی جانتے ہوں گے۔ بڑا لمبا عرصہ واقف زندگی کے طور پر تحریک جدید میں خدمت کی ہے۔ مکرم میاں خان صاحب آف چک 45 مرڑ ضلع شیخوپورہ ۔ یہ سب بھی انشاء اللہ نماز جنازہ میں شامل ہوں گے بطور نماز جنازہ غائب کے۔